17838

بسم اللہ الرحمن الرحیم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں:

1 کہ موبائل کیش / ایزی پیسہ / اومنی کے کسٹمرز اکاؤنٹ میں رقم کی ٹرانزیکشن پر ہم دوکاندار کسٹمرز سے ہزار روپے پر دس روپے لیتے ہیں۔
جبکہ کمپنی کی طرف سے ایسی کوئی ڈیمانڈ نہیں ہے۔ کمپنی ہم دوکانداروں کو ایک مخصوص شرح سے کمیشن ادا کرتی ہے۔ بلکہ کمپنی صارفین کو ایس ایم ایس بھی کرتی ہے کہ آپ نے مرچنٹ کو اضافی رقم نہیں دینی۔ اور ٹرانزیکشن میسج میں صرف اصل رقم دینے اور فیس کی مد میں زیرو روپے بھی لکھا ہوا ہوتا ہے۔
اور کمپنی اپنے صارفین کو یہ سہولت نہایت مناسب نرخ پر فراہم کر رہی ہے۔
اگر اس زائد فیس کی وصولی کی کمپلینٹ کمپنی کو ہو جائے تو کمپنی مرچنٹ کا لائسنس منسوخ کرنے کو کہتی ہے گو کرتی نہیں ہے۔ لیکن مرچنٹ پر خاصا دباؤ ہوتا ہے اس معاملے میں کمپنی کی طرف سے۔ ہم دوکاندار حضرات پھر بھی علیحدہ سے پیسے وصول کرتے ہیں جس کی کوئی رسید یا پرچی بھی نہیں ہوتی۔ علاقہ کے امام مسجد سے استفسار کیا تو انہوں نے اس کو حرام کہا ہے۔ اب بعض دوکاندار کہتے ہیں کہ ہم نے علماء سے پوچھا ہے وہ اسے جائز کہتے ہیں۔
کچھ کہتے ہیں کہ کمپنی اتنا کمیشن نہیں دیتی جس سے ہمیں نفع ہو۔ کچھ کہتے ہیں کہ کونسا ہم زبردستی لیتے ہیں کسٹمر اپنی خوشی سے دیتا ہے۔ اور کسٹمر اپنی خوشی سے اس لیے دیتا ہے کہ نہ دینے پر وہ مرچنٹ پھر رقم کی ٹرانزیکشن نہیں کرتے۔ اسی ڈر سے کسٹمر دوکاندار کو خوش رکھنے کے لیے یہ مخصوص رقم ادا کرتا ہے۔ ایک اور وجہ کسٹمر کی لالچ بھی ہے۔ کہ اگر وہ شناختی کارڈ پر رقم ٹرانسفر کریگا تو کمپنی کی فیس ایک ہزار روپے پر ۶۰ روپے بھرنی ہوگی۔ اکاؤنٹ میں ٹرانسفر مفت ہے۔ تو وہ ہزار پر دس روپے دوکاندار کو دیکر اکاؤنٹ میں مفت ٹرانسفر کروا کر اپنے پیسے بچاتے ہیں۔ اس صورت میں بھی دوکاندار کو ایک مخصوص رقم ملتی ہے جس کو لینے اور دینے سے کمپنی دوکاندار اور کسٹمر دونوں کو منع کرتی ہے۔

2 اسی طرح ہم دوکاندار گیس بجلی کے بل وغیرہ بھی بھرتے ہیں۔ بل چاہے جتنے کا بھی ہو اس کی ادائیگی میں بینک چالان 8 روپے ہوتا ہے اس میں سے دو ڈھائی روپے دوکاندار کو مل جاتے ہیں اس کے علاوہ مزید چارجز لینے کی کمپنی کی طرف سے دکاندار کو اجازت نہیں ہوتی لیکن دکاندار پھر بھی 10 یا 15 روپے کسٹمر سے لے لیتے ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ ہم لوگ یہ پیسے خود جا کر بینکوں میں جمع کراتے ہیں، مشقت برداشت کرتے ہیں اس لئے ہم یہ اضافی رقم لیتے ہیں؟

اب آپ فرمائیں کہ یہ رقم لینا کس زمرے میں آئے گا؟
اور کسٹمر جو اپنی مرضی سے دیں اس کا کیا حکم ہوگا؟؟

جزاک اللہ خیرا کثیرا

دار الافتاء [illegible]

المستفتی: محمد [illegible]
عارف کیمیکل [illegible] آباد کراچی
فون نمبر: 0315555222[illegible]

جوابات منسلک ہیں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب حامداً ومصلیاً

(۱)۔۔۔صورتِ مسئولہ میں رقم کی ٹرانزیکشن کرنے پر دوکاندار کے لیے گاہک سے اضافی کمیشن لینا جائز نہیں ہے کیونکہ:

(الف) سوال میں ذکر کردہ تفصیل کے مطابق جب کمپنی دکاندار (مرچنٹ) کو رقم کی ٹرانزیکشن کرنے پر مخصوص شرح سے کمیشن ادا کرتی ہے، اور گاہک سے اضافی رقم لینے سے منع کرتی ہے حتی کہ اگر معلوم ہو جائے تو کمپنی کو مرچنٹ کا لائسنس منسوخ کرنے کا بھی حق حاصل ہے جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو ایسی صورت میں دکاندار کے لیے رقم کی ٹرانزیکشن کرنے پر گاہک سے اضافی رقم لینا کمپنی کے ساتھ کیے گئے معاہدے کی خلاف ورزی ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

(ب) کمپنی کے ساتھ معاہدہ ہو جانے کی وجہ سے کسٹمر سے اضافی کمیشن لیے بغیر رقم کی ٹرانزیکشن کرنا دکاندار کی ذمہ داری میں داخل ہے۔ اس کے باوجود دوکاندار کا ٹرانزیکشن کی خدمت انجام دینے پر گاہک سے اضافی پیسے لینا اور اگر نہ دے تو کام کرنے سے انکار کرنا درست نہیں ہے، اس صورت میں یہ اضافی رقم رشوت کے حکم میں ہوگی جس کا لینا ناجائز ہے۔ لہٰذا مذکورہ رقم لینے سے اجتناب کرنا لازم ہے۔

قال الله تعالى:

[وأوفوا بالعهد إن العهد كان مسئولا] [الإسراء: ٣٢]

الفتاوى الهندية - كتاب الإجارة شرائط الصحة (٤ / ٤١١)

ومنها أن لا يكون واجبا على الأجير له فرضا ولا واجبا على الأجير قبل الإجارة فإن كان فرض أو وجب قبلها لا يصح.

درر الحكام في شرح مجلة الأحكام - شروط صحة الاجارة المادة ١٤٥٧ (١ / ٥٠٩)

الشرط ٥ - أن لا يكون العمل الذي استؤجر له الأجير واجبا عليه أو فرضا قبل الإجارة لأن الإجارة تنعقد للانتفاع (الهندية)........ توضيح الشرط الثاني: يشترط كون العمل الذي استؤجر له العامل غير واجب ولا مفروض عليه قبل الإجارة (الحموي، هندية) فلذلك إذا استأجر رجل زوجته لإرضاع ولد له من زوجة أخرى أو لطبخ طعام الشيخ أو ... نفسه وما أشبه ذلك من الأمور التي ليست من خدمات البيت فالإجارة صحيحة وإذا كانت الأمور قبل الإجارة واجبة على الأجير أو فرضا عليه فالإجارة غير صحيحة

حاشية ابن عابدين (٥/ ٣٦٢)

الرشوة أربعة أقسام........ الرابع: ما يدفع لدفع الخوف من المدفوع إليه على نفسه أو ماله حلال للدافع حرام على الآخذ لأن دفع الضرر عن

التسليم واجب ولا يجوز أخذ المال ليفعل الواجب، اهـ ما في الفتح ملخصا. وفي القنية الرشوة يجب ردها ولا تملك.

درر الحكام في شرح مجلة الأحكام - (۲ / ۳۹۳)

(الهدية هي المال الذي يعطى لأحد أو يرسل إليه إكراما له) . الهدية بفتح الهاء وكسر الدال وتشديد الياء، هي المال الذي أعطي أو أرسل لشخص بطريق الإكرام والجمع الهدية على الهدايا وخرج بقيد الإكرام الرشوة من التعريف؛ لأن الرشوة لا ترسل إكراما بل تعطى بشرط الإعانة وهذا فرق بين الرشوة والهدية من جهة الماهية.

(۲)۔۔۔ گیس، بجلی وغیرہ کے بل بھرنے پر بینک چالان کے علاوہ اضافی چارجز لینے کی اگر کمپنی کی طرف سے ممانعت ہے اور دکاندار بھی وہی کام انجام دیتا ہے جو کمپنی کے ساتھ کیے گئے معاہدے میں شامل ہے اور دکاندار کو ان تمام کاموں کی اجرت بھی کمپنی کی طرف سے ملتی ہے تو اس صورت میں دکاندار کے لیے بل بھرنے پر اضافی چارجز لینا درست نہیں، کیونکہ ان کاموں کی اجرت وہ کمپنی سے وصول کرتا ہے، نیز یہ کمپنی کے ساتھ معاہدے کی خلاف ورزی بھی ہے۔

بدائع الصنائع، دارالكتب العلمية - (۴ / ۱۹۱)

ومنها أن لا يكون العمل المستأجر له فرضا ولا واجبا على الأجير قبل الإجارة فإن كان فرضا أو واجبا عليه قبل الإجارة لم تصح الإجارة؛ لأن من أتى بعمل يستحق عليه لا يستحق الأجرة كمن قضى دينا عليه.

درر الحكام في شرح مجلة الأحكام - (۱ / ۵۰۳)

يشترط لصحة الإجارة أي عدم فسادها أولا أن تكون الأجرة معلومة تماما قدرا ونوعا. أي لا يكون شيء منها مجهولا كلا أو بعضا لأن جهل الأجرة يفضي إلى المنازعة ولقوله - صلى الله عليه وسلم - «من استأجر أجيرا فليعلمه أجره» (الهندية)

والله سبحانه وتعالى أعلم

شفیق الرحمٰن

دارالافتاء جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۹/ربیع الاول/۱۴۴۰ھ

28/نومبر/2018ء

الجواب صحیح

احقر محمود اشرف غفر اللہ لہ

مفتی جامعہ دارالعلوم کراچی

۱۹/ربیع الاول/۱۴۴۰ھ

28/نومبر/2018ء

الجواب صحیح

۱۹/۳/۱۴۴۰ھ

الجواب صحیح

محمد یعقوب عفی عنہ

۱۹/۳/۱۴۴۰ھ

الجواب صحیح